بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ سَیَاْتِیْ بِشَارَتِیْ اِنَّہٗ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

لاہور ہر چہارشنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲ پیسے

جلد ۵۷/۲۲ | ۳۱ صلح ۱۳۴۷ھش ۲۰ شوال ۱۳۸۷ھ ۳۱ جنوری ۱۹۶۸ء | نمبر ۲۰

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نماز سے بڑھ کر خدا کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں

یہ ایسی چیز ہے جو جامعِ حسنات اور دافعِ سیئات ہے

"ہمارا اپنا اور ان راستبازوں کا جو پہلے ہو گزرے ہیں ان سب کا تجربہ ہے کہ نماز سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں۔ جب انسان قیام کرتا ہے تو وہ ایک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے۔ ایک غلام جب اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ پھر رکوع بھی ادب ہے جو قیام سے بڑھ کر ہے اور سجدہ ادب کا انتہائی مقام ہے جب انسان اپنے آپ کو فنا کی حالت میں ڈال دیتا ہے اس وقت سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ افسوس ان نادانوں اور دنیا پرستوں پر جو نماز کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور رکوع سجود پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو کمال درجہ کی خوبی کی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اس عالم سے حصہ نہ رکھتا ہو جہاں سے نماز آئی ہے تب تک انسان کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔

نماز ایسی چیز ہے جو جامع حسنات ہے اور دافع سیئات ہے۔ میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ بیان کیا ہے کہ نماز کے جو پانچ وقت مقرر کئے ہیں۔ اس میں ایک حقیقت اور حکمت ہے۔ نماز اس لئے ہے کہ جس عذاب شدید میں پڑنے والا مبتلا ہے وہ اس سے نجات پالیوے۔ اوقات نماز کے لئے لکھا ہے کہ وہ زوالِ وقت سے شروع ہوتی ہے۔ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان غنی ہوتا ہے تو وہ طاغی ہو جاتا ہے اور حدود اللہ سے نکل جاتا ہے لیکن جب اس کو کوئی دکھ اور درد پہنچے۔ تو پھر یہ فطرتاً دوسرے کی مدد چاہتا ہے اور اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے پس جب اس پر ابتدا مصیبت ہو تو اسی وقت سے گویا نماز شروع ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص پر غیر متوقع گورنمنٹ کی طرف سے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گیا کہ فلاں امر کے متعلق تم اپنا جواب دو۔ یہ پہلا مرحلہ ہے جو مصیبت کا آغاز ہوا اور اس کے امن و سکون میں زوال شروع ہو گیا۔ یہ وقت ظہر کی نماز سے مشابہ ہے۔ پھر بعد اس کے جب وہ عدالت میں حاضر ہوا اور بیانات ہونے کے بعد اس پر فرد قرارداد جرم لگ گئی اور شہادت گزر گئی تو اس کی مصیبت اور کرب پہلے سے زیادہ بڑھ گیا۔ یہ گویا عصر کا وقت ہے۔ کیونکہ عصر کی نماز کا وہ وقت ہے جب سورج کی روشنی بہت ہی کم ہو جاوے۔ یہ عصر کا وقت اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس کی عزت و توقیر بہت گھٹ گئی اور اب وہ مجرم قرار دیا گیا۔ اس کے بعد مغرب کا وقت آتا ہے یہ وہ وقت ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔ اور یہ اس وقت سے مشابہ ہے کہ جب حاکم نے اپنا آخری حکم اس کے لئے سنا دیا۔ اور عشاء کا وقت اس سے مشابہ ہے کہ جب وہ جیل چلا جائے اور پھر فجر کا وہ وقت ہے جب اس کی رہائی ہو جاوے۔ ان حالات کے ماتحت انسان کا درد و سوزش ہر آن بڑھتی جاویگی۔ یہاں تک کہ آخر اس کی سوزش اور اضطراب اس کے لئے وہ وقت لے آوے کہ وہ نجات پا جاوے۔" (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۲)

اخبار احمدیہ

۸۸

— ربوہ ۳۰ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

— ربوہ ۳۰ جنوری۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت بوجہ ضعف ناساز چلی آ رہی ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالےٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ جماعت کے سر پر تادیر سلامت رکھے۔ آمین

— ربوہ — محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"عبدالسمیع صاحب آف کویت کی اہلیہ صاحبہ محترمہ کا اپریشن لاہور ۳۱-۱-۶۸ء میں مکرم کرنل محمود الحسن صاحب نے کیا ہے۔ اپریشن اللہ تعالےٰ کے فضل سے کامیاب ہوا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء"

— کراچی۔ مکرم محمد اسمٰعیل صاحب بقاپوری کے فرزند مکرم محمد یوسف صاحب بقاپوری سلمہ ربہ عزیزہ بشریٰ نعیمہ صاحبہ سلمہا بنت محترم حکیم یوسف علی خان صاحب مرحوم ۵۵ فلیمنگ روڈ لاہور کی تقریب شادی ۵ جنوری ۱۹۶۸ء کو عمل میں آئی۔ ان کا نکاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء پر پڑھا تھا۔ مکرم محمد یوسف صاحب بقاپوری حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔

تقریب رخصتانہ کے بعد ۱۱ جنوری کو بذریعہ ٹرین کراچی واپس روانہ ہوئی۔ ۱۸ جنوری کو مکرم محمد اسمٰعیل صاحب بقاپوری نے اپنے مکان ۴/۱۰۶ ایبے سینیا لائنز کراچی ۳ پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ احباب جماعت اور غیر از جماعت بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر پہلو سے خیر و برکت کا موجب اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین

— جنوری ۱۹۶۸ء میں ہمارے سال رواں کی پہلی سہ ماہی ختم ہو رہی ہے۔ اس لحاظ سے سال رواں کے بجٹ کا حصہ مرکز کو ادا کر دینا چاہیئے۔ مجلس کا فرض ہے کہ چندہ جات کی وصولی کی طرف فوری توجہ دیں اور جو بھی وصولی ہو وہ جنوری کے اختتام تک مرکز میں روانہ کر دیں۔

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

مسعود احمد بشیر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۶۸ء

دعا کی تاثیر

(۳)

تاہم اگر وہ جسمانی نظام کا قائل ہے تو اس کو روحانی نظام کا قائل ہونا بھی لازمی ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں جو تاثیریں زندگی کو قائم رکھتی ہیں۔ وہ سب کی سب مادی تاثیریں نہیں ہیں بلکہ ایک بیشتر حصہ ان تاثیروں کا ایسا ہے جو جسمانی اور مادی تاثیروں سے الگ ہے۔ مثلاً عقل ہی کو لے لیجئے۔ یہ کوئی جسمانی چیز نہیں۔ لیکن انسانی عقل بھی محدود ہے۔ اس سے بالا بھی ہزاروں باتیں ہیں۔ جن کو روحانی کہہ سکتے ہیں۔ جو انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ جسمانی نظام کے علاوہ ایک روحانی نظام ہے۔ اور یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ جس طرح جسمانی نظام میں دوا کا ایک مقام ہے۔ اسی طرح روحانی نظام میں بھی دعا کا ایک مقام ہے۔ یعنی اگر دوا تاثیر رکھتی ہے۔ تو دعا بھی تاثیر رکھتی ہے۔ کیونکہ دونوں روحانی اور جسمانی نظاموں کا مبداء ایک ہی ہے جس کو ہم اللہ تعالےٰ مانتے ہیں۔

اسلام کا خدا قادرِ مطلق خدا ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے۔ یہ کائنات کا پُرحکمت کارخانہ اسی کے ارادہ سے چل رہا ہے۔ اگر یہ مانا جائے کہ جو قانونِ قدرت اس نے بنائے ہیں۔ جن پر یہ کائنات چل رہی ہے۔ ان میں وہ تبدیلی نہیں کر سکتا۔ تو وہ قادرِ مطلق کس طرح کہلا سکتا ہے۔ ایسا خدا تو نعوذ باللہ محض ایک جامد چیز ہے۔ جس کو کوئی بھی اختیار نہیں۔ وہ گویا ایک پتھر بن گیا ہے۔ جو ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتا۔ بت پرستوں نے تو پتھر کو خدا بنایا ہوا ہے۔ لیکن یہ عجیب خدا پرستی ہے کہ خدا پرستوں نے خدا کو پتھر بنا کر رکھ دیا ہے۔

اگر اس نظریہ کو اس کے معنیات تک کھینچا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ بت پرستی اور خدا پرستی میں کوئی فرق نہیں۔ قرآن کریم نے بتوں کی یہی برائی بیان کی ہے۔ کہ اگر مکھی ان سے کوئی شے چھین لے۔ تو وہ اس کو مکھی سے واپس نہیں لے سکتے۔ گویا مکھی پتھر سے بہرحال بہتر ہے۔ اب نعوذ باللہ جو خدا پتھر بن گیا ہے تو وہ ایسے بتوں سے کس طرح بہتر ہے۔ جو مکھی سے بھی اپنی چھینی ہوئی چیز واپس نہیں لے سکتے۔

اگر یہی نظریہ صحیح ہوتا تو پھر تو یہ کائنات ہی وجود میں نہ آتی۔ اگر کائنات کے پیچھے کوئی قادرِ مطلق ارادہ کام نہیں کر رہا۔ تو یہ کس طرح چل رہی ہے۔ الغرض یہ ایک ایسا امر ہے جس کو انسانی عقل حل نہیں کر سکتی ہے۔ حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؎

حدیثِ مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نہ کشود و نہ کشاید بحکمت ایں معما را

صرف اللہ تعالےٰ کا الہام ہی کائنات کے ہست و بود کا کچھ تصور دے سکتا ہے۔ قرآن کریم نے اس امر کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کو قادرِ مطلق خدا پیش کر کے عقل کے پردوں کو ہٹا دیا ہے۔ الغرض اسلام ایک زندہ خدا پر ایمان لانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور زندہ خدا پر ایمان لانا ہی زندگی کے عقدوں کو کھول سکتا ہے۔

قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور ان کو پوری کرتا ہے۔ اس طرح نہیں جس طرح سر سید مرحوم کا خیال ہے کہ دعا کے قبول ہونے کے یہ معنی ہیں کہ عبادت قبول ہو گئی ہے۔ یہ تو ایسی ہی کم عقلی کی بات ہے۔ جیسا کہ کوئی ایک بادشاہ سے کچھ طلب کرے۔ تو وہ کہے کہ تیری درخواست قبول ہو گئی۔ مگر جو کچھ طلب کیا گیا ہے۔ وہ سائل کو نہ دے۔ ایسے بادشاہ کو اور ایسے خدا کو ماننے کا کیا فائدہ ہے؟

پھر حقیقت یہ ہے کہ دعا کی قبولیت ہی دراصل زندہ خدا کے وجود کا حقیقی ثبوت مہیا کرتی ہے۔ اگر خدا کہتا ہے کہ جو مانگو میں دونگا اور مانگنے پر چپ سادھ لے تو ایسے خدا کو زندہ خدا کون مان سکتا ہے۔ اور اس کے وجود پر کس طرح حق الیقین پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے خدا شناسی کا سب سے عمدہ ذریعہ قبولیتِ دعا ہی ہے۔ دعا کی قبولیت ہی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کوئی ایسا وجود ہے۔ جو اس پُرحکمت کارخانہ کائنات کو قائم رکھتا ہے۔ اور اس کو اپنے ارادہ سے چلا رہا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"دعا خدا تعالےٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ ایک جگہ فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ یعنی جب میرے بندے مجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے تو کہہ دو کہ وہ بہت ہی قریب ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اسے جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب کبھی رویائے صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے۔ اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ایسا قادر ہے کہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ہفتم صفحہ ۲۶۸)

قطعہ

سوزِ دمِ مسیحِ زماں سے ہے زندگی
خونِ رواں و قلبِ تپاں سے ہے زندگی
نورِ ازل سے رشتہ ہے ٹوٹا ہوا اگر
مُردے کو کیا خبر کہ کہاں سے ہے زندگی

تنویر

حقیقی خوشی

اللہ تعالےٰ کے دین کی خدمت کرنے سے انسان کو حقیقی خوشی اور راحت ہوتی ہے۔ آپ الفضل ایسے خالص مذہبی اخبار کی اشاعت بڑھا کر بھی دین کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اور حقیقی خوشی اور راحت کے وارث بن سکتے ہیں۔

(منیجر الفضل ربوہ)

89

یاجوج و ماجوج اور ان کا انجام

تقریر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل برموقع جلسہ سالانہ

محترم جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے جماعت احمدیہ کے چھترویں جلسہ سالانہ کے موقع پر مورخہ ۱۳ جنوری ۶۸ء کے پہلے اجلاس میں مندرجہ بالا موضوع پر جو اہم تقریر فرمائی اس کا مکمل متن افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے آسمانی نوشتوں میں، بالخصوص اپنی پاک اور کامل کتاب قرآن مجید میں، آخری زمانہ کے جن عظیم حوادث کی خبر دی ہے ان میں یاجوج و ماجوج کے خروج، ان کی فساد انگیزی، ان کے مادی غلبہ و اقتدار اور پھر ان کے ہولناک انجام کی خبریں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ تورات، اناجیل اور قرآن مجید میں یاجوج و ماجوج کا ذکر موجود ہے۔ یاجوج ماجوج کا فتنہ آخری زمانہ میں سب سے عظیم فتنہ ہے اور سب سے بڑی خطرناک تحریک ہے۔ یاجوج ماجوج کی تباہی اور بربادی، یا ان کا اصلاح پانا و ہدایت یافتہ ہونا دنیا کا سب سے بڑا واقعہ ہے اس لئے صحف سماویہ میں ان کا تذکرہ ہے۔ تاریخی کتابوں میں ان کا بیان ہے۔ روایات میں ان کے متعلق بہت کچھ آیا ہے بعض افسانہ گو لوگوں نے ان کے بارے میں نہایت مبالغہ آمیز اور غیر معقول قصے بھی گھڑ رکھے ہیں تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ پر قائم ہے کہ یاجوج و ماجوج کا فتنہ آخری زمانہ کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔

یاجوج ماجوج کے بارے میں صحیح حالات اور حقیقی پیشگوئیاں قرآن مجید نے بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں دو سورتوں میں یاجوج ماجوج کا نام لے کر ان کا ذکر کیا ہے۔

سورۃ الانبیاء میں فرمایا:-

وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ
اَهْلَكْنَاهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ
حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ
وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ
كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ
وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ
فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يٰوَيْلَنَا
قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ
هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ
اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ
اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ۔

(الانبیاء ع ۶)

دوسری جگہ سورۃ الکہف میں ذوالقرنین کے ذکر میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ
اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ
مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ
فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا
عَلٰى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا
وَبَيْنَهُمْ سَدًّا۔ قَالَ
مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ
خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ
اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ
رَدْمًا۔ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ
الْحَدِيْدِ حَتّٰى اِذَا
سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ
قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰى اِذَا
جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ
اٰتُوْنِيْ اُفْرِغْ عَلَيْهِ
قِطْرًا۔ فَمَا اسْطَاعُوْا
اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا
اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا۔
قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ
مِّنْ رَّبِّيْ فَاِذَا جَاءَ
وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّاءَ
وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا
وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ
يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ
بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ
فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا
وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ
لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا۔
الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ
فِيْ غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِيْ
وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
سَمْعًا۔

(الکہف ع ۱۱)

ان آیات کریمہ میں چار اہم بنیادی امور کا بیان ہے۔ اوّل یاجوج ماجوج کے صفات و حالات کا تذکرہ ہے۔ دوم یاجوج و ماجوج کے دو دوروں کا اشارہ ہے۔ ایک جبکہ وہ محصور اور محدود المقام تھے دوسرے جبکہ وہ آخری زمانہ میں دنیا بھر میں پھیل جائیں گے۔ سوم پھر ان آیات میں ذوالقرنین اور آخری موعود کا تذکرہ ہے۔ وعدہ کے وقت کا بیان ہے۔ چہارم آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ یاجوج و ماجوج کا انجام کیا ہوگا اور آسمانی تقدیر ان کے بارے میں کس طرح ظاہر ہوگی۔ تفصیل کے لئے میں نے ان امور کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ قرآنی بیانات کی تائید بائیبل اور تاریخوں سے بھی ہوتی ہے۔ آیئے سب سے پہلے یہ معلوم کریں کہ یاجوج و ماجوج کون ہیں؟

۱- یاجوج و ماجوج کی تعیین

(الف) اس بارے میں سب سے پہلے تورات کے مندرجہ ذیل بیانات ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ لکھا ہے:-

(و) "یافث کے بیٹے یہ ہیں جومر اور ماجوج اور مادی اور یونان اور توبل اور مسک اور تیراس۔"

(پیدائش ۱۰/۲)

(ب) "خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے جوج! روش اور مسک اور توبال کے سردار میں تیرا مخالف ہوں۔"

(حزقیل ۳۸/۳)

(ج) اور میں ماجوج پر اور ان پر جو جزیروں میں بے پروائی سے سکونت کرتے ہیں ایک آگ بھیجوں گا اور وہ جانیں گے کہ میں خداوند ہوں۔"

(حزقیل ۳۹/۶)

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ حضرت نوحؑ کے بیٹے یافث کی اولاد میں ایک بیٹا ماجوج نامی تھا۔ نیز یہ کہ جوج روس اور ماسکو کے سردار ہیں۔ پھر یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ماجوج قوم کا تعلق جزائر سے بھی ہے۔

(ب) یاجوج و ماجوج کی تعیین میں خود اس نام کی لغوی حقیقت بھی ہماری رہبری کر سکتی ہے بلکہ یہ ایک صداقت ہے کہ اس نام پر غور کرنے سے ہم یقینی طور پر یاجوج و ماجوج کی نشان دہی کر سکتے ہیں اہل لغت کا یاجوج و ماجوج کے عجمی نام ہونے یا مشتق عربی اسم ہونے کے متعلق اختلاف ہے۔

علامہ ابوالبقاء اپنی مشہور کتاب املاء ما من بہ الرحمٰن میں جو الاعراب لابی البقاء کے نام سے مشہور ہے لکھتے ہیں:-

هُمَا اسْمَانِ اَعْجَمِيَّانِ
لَمْ يَنْصَرِفَا لِلْعُجْمَةِ
وَالتَّعْرِيْفِ وَيَجُوْزُ هَمْزُهُمَا
وَتَرْكُ هَمْزِهِمَا وَ
قِيْلَ هُمَا عَرَبِيَّانِ
فَيَاْجُوْجُ يَفْعُوْلٌ مِّثْلُ
يَرْبُوْعٍ وَمَاْجُوْجُ مَفْعُوْلٌ
مِثْلُ مَعْقُوْلٍ وَكِلَاهُمَا
مِنْ اَجَّ الظَّلِيْمُ اِذَا
اَسْرَعَ اَوْ مِنْ اَجَّتِ
النَّارُ اِذَا الْتَهَبَتْ
وَلَمْ يَنْصَرِفَا لِلتَّعْرِيْفِ
وَالتَّاْنِيْثِ۔

(الاعراب لابی البقاء
جلد ۲ صفحہ ۵ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:- یاجوج و ماجوج دونوں عجمی نام ہیں عجمیت اور معرفہ ہونے کے باعث غیر منصرف ہیں انہیں ھمزہ کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے اور بغیر ھمزہ کے بھی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ عربی لفظ ہیں یاجوج یربوع کی طرح یفعول کے وزن پر اور ماجوج معقول کی طرح مفعول کے وزن پر ہے اور دونوں کا اشتقاق یا تو اج الظلیم (شتر مرغ تیز رفتاری سے چلا) سے بمعنی سرعت ہے اور یا اجت النار (آگ بھڑک اٹھی) سے مشتق ہے بمعنی مشتعل ہونے کے۔ اس صورت میں معرفہ اور مؤنث ہونے کی وجہ سے دونو غیر منصرف ہیں۔"

امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر میں یاجوج ماجوج کے سلسلہ میں تحریر کیا ہے کہ:-

اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ
قَوْلَانِ (اَلْاَوَّلُ) اِنَّهُمَا

اِسْمَانِ اَعْجَمِیَّانِ مَوْضُوْعَانِ بِدَلِیْلِ مَنْعِ الصَّرْفِ (وَالْقَوْلُ الثَّانِیْ) اِنَّهُمَا مُشْتَقَّانِ ۔۔۔ اَلْقَائِلُوْنَ بِکَوْنِ هٰذَیْنِ الْاِسْمَیْنِ مُشْتَقَّیْنِ ذَکَرُوْا وُجُوْهًا (اَلْاَوَّلُ) قَالَ الْکِسَائِیُّ یَاْجُوْجُ مَاْخُوْذٌ مِنْ تَاَجُّجِ النَّارِ وَتَلَهُّبِهَا فَلِسُرْعَتِهِمْ فِی الْحَرَکَةِ سُمُّوْا بِذٰلِکَ وَمَاْجُوْجُ مِنْ مَوْجِ الْبَحْرِ (اَلثَّانِیْ) اِنَّ یَاْجُوْجَ مَاْخُوْذٌ مِنْ تَاَجُّجِ الْمِلْحِ وَهُوَ شِدَّةُ مُلُوْحَتِهٖ فَلِشِدَّتِهِمْ فِی الْحَرَکَةِ سُمُّوْا بِذٰلِکَ (اَلثَّالِثُ) قَالَ الْقُتَیْبِیُّ هُوَ مَاْخُوْذٌ مِنْ قَوْلِهِمْ اَجَّ الظَّلِیْمُ فِیْ مَشْیِهٖ یَئِجُّ اَجًّا اِذَا هَرْوَلَ وَسَمِعْتُ حَفِیْفَهٗ فِیْ عَدْوِهٖ۔"

ترجمہ:- یاجوج وماجوج کے متعلق اہل لغت کے دو قول ہیں (۱) یہ دونو وضعی طور پر اعجمی ہیں کیونکہ غیر منصرف ہیں (۲) یہ دونو عربی اشتقاق رکھتے ہیں۔ پھر قائلین اشتقاق نے اشتقاق کے بارے میں کئی وجوہ ذکر کی ہیں۔ اوّل امام کسائی کہتے ہیں کہ یاجوج آگ کے شعلہ زن ہونے اور بھڑکنے سے ماخوذ ہے۔ یاجوج ان کا نام ان کی تیز حرکت کرنے کے باعث رکھا گیا ہے ماجوج موج البحر (سمندر کی لہر) سے ماخوذ ہے۔ دوم۔ دوسری وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ یاجوج نمک کی سخت نمکینی سے ماخوذ ہے ان لوگوں کو اپنی حرکات میں شدت کے باعث یاجوج قرار دیا گیا۔ سوم۔ امام قتیبی کہتے ہیں کہ یہ اَجَّ الظلیم سے ماخوذ ہے یہ فقرہ اس وقت بولتے ہیں جب شتر مرغ اتنا تیز دوڑتا ہے کہ اس کے دوڑنے کی آہٹ سنائی دیتی ہے۔ ان لوگوں کو یاجوج ماجوج ان کی تیز رفتاری کے باعث کہا گیا ہے۔"

(التفسیر الکبیر للامام الرازی جلد ۵ صفحہ ۷۵۶)

(ج) یاجوج وماجوج کے وطن کے بارے میں مؤرخین کا اتفاق ہے کہ وہ منطقہ شمالی ہے۔

امام ابن خلدون اپنی تاریخ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:-

وَاَمَّا اَهْلُ الشِّمَالِ فَلَمْ یُسَمَّوْا بِاعْتِبَارِ اَلْوَانِهِمْ ۔۔۔ وَوَجَدْنَا سُکَّانَهٗ مِنَ التُّرْکِ وَالصَّقَالِبَةِ وَالطَّغْزُغُزِ وَالْخَزَرِ وَاللَّانِ وَالْکَثِیْرِ مِنَ الْاَفْرَنْجَةِ وَیَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَسْمَاءٌ مُتَفَرِّقَةٌ وَاَجْیَالًا مُتَعَدِّدَةً۔

(مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۷۳ مطبوعہ مصر)

کہ منطقہ شمالی کے باشندوں کے نام ان کی رنگت کے اعتبار سے نہیں رکھے گئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس علاقہ کے رہنے والوں میں مختلف ناموں کی مختلف قومیں آباد ہیں یعنی ترک ہیں صقالبہ، طغزغز، خزر، لان، مختلف یورپین قومیں اور یاجوج وماجوج ہیں۔"

امام رازی نے ایک قول یہ بھی لکھا ہے کہ:-

اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ قَوْمٌ مِّنَ التُّرْکِ یَسْکُنُوْنَ فِیْ اَقْصَی الشِّمَالِ۔

یاجوج وماجوج ترکوں کی قوم ہیں جو شمالی حصہ کے آخری کنارے پر آباد ہیں۔

(التفسیر الکبیر للرازی جلد ۶ صفحہ ۷۵۶)

امام ابن خلدون بحر محیط کے ساتھ جبل قوقیا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

هُوَ جَبَلُ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهٰذِهِ الْاُمَمُ کُلُّهُمْ مِنْ شُعُوْبِ التُّرْکِ۔

کہ یہ یاجوج وماجوج کا پہاڑ ہے اور یہ سب قومیں ترکوں کی شاخیں ہیں۔

(مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۶۰)

علامہ احمد السقاف لکھتے ہیں:-

قَالَ مُقَاتِلٌ هُمْ مِنْ وَلَدِ یَافِثَ بْنِ نُوْحٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقَالَ الضَّحَّاکُ هُمْ مِنَ التُّرْکِ۔

(الکوکب الاجوج صفحہ ۳۵ مطبوعہ مصر ۱۳۰۳ھ)

کہ مقاتل کا قول ہے کہ یاجوج وماجوج یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں اور ضحاک انہیں ترک قرار دیتے ہیں۔"

امام رازی ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:-

وَاخْتَلَفُوْا فِیْ اَنَّهُمَا مِنْ اَیِّ الْاَقْوَامِ فَقِیْلَ اِنَّهُمَا مِنَ التُّرْکِ وَقِیْلَ یَاْجُوْجُ مِنَ التُّرْکِ وَمَاْجُوْجُ مِنَ الْجَبَلِ وَالدَّیْلَمِ۔

کہ مؤرخین میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ یاجوج وماجوج کس قوم سے ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں ترک ہیں بعض کا قول ہے کہ یاجوج ترک ہیں اور ماجوج جبل ودیلم قوم سے ہیں۔"

سر سید احمد خان آف علیگڑھ نے اپنی کتاب "ازالۃ الغین عن ذی القرنین" میں لکھا ہے کہ:-

"یاجوج ماجوج جوگاگ میگاگ کا مقرب ہے دراصل تاتاری ترک کی قوم ہے۔"

(بحوالہ حکمۃ بالغہ مؤلفہ علامہ جلالی چریاکوٹی مطبوعہ حیدر آباد صفحہ ۵۷۹)

کتاب مشاہیر اسلام شائع کردہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کے مؤلف خواجہ عباد اللہ صاحب اختر لکھتے ہیں:-

"یافث کی اولاد موجودہ اقوام یورپ اور چین اور تاتار وترک وغیرہ ہیں اور انہی پر یاجوج وماجوج کا اطلاق ہوتا ہے۔"

(باقی)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

انتخاب زعماء/زعماء اعلیٰ انصار اللہ

قواعد کے مطابق مجالس انصار اللہ کے زعماء/زعماء اعلیٰ کی میعاد ۳۱ دسمبر ۱۹۶۷ء کو ختم ہو چکی ہے ماہ نومبر ۱۹۶۷ء میں تمام امراء/صدر صاحبان کی خدمت میں خطوط بھجوا کر درخواست کی گئی تھی کہ وہ آئندہ تین سال کے لئے زعماء/زعماء اعلیٰ کا انتخاب کروا کر بغرض منظوری مرکز میں بھجوا دیں۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی تعداد میں مجالس سے انتخاب کی اطلاع پہنچ چکی ہے مگر ابھی تک بعض مجالس ایسی بھی ہیں جہاں سے انتخاب کی اطلاع نہیں ملی۔ ایسی مجالس کے تمام امراء/صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ وہ ازراہ کرم انتخاب کروا کے منتخب شدہ نام اپنی سفارش کے ساتھ حضرت صدر محترم کی منظوری کے لئے مرکز میں بھجوا دیں۔ انتخاب صرف زعیم/زعیم اعلیٰ کا ہی ہوگا مجلس عاملہ وہ خود نامزد کر کے مرکز سے منظوری لیں گے۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۷ء کو خاکسار کو لڑکا عطا فرمایا ہے جو خاکسار کا تیسرا لڑکا اور چھٹا بچہ ہے۔ حضور پُر نور نے اس کا نام خلیق احمد تجویز فرمایا ہے۔ نومولود بابو محمد شریف صاحب پنشنر مرحوم کا پوتا اور بشیر احمد صاحب بھٹی آف راولپنڈی کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیک اور خادم دین بناوے۔ اور صحت وتندرستی والی لمبی عمر عطا فرماوے۔ آمین۔

(محمد نصیب عارف ہیڈ کلرک۔ احمد کمرشل کالج کشمیری بازار۔ راولپنڈی)

اعلانِ نکاح

میری لڑکی عزیزہ رشیدہ خلیل کا نکاح عزیزم چوہدری محمد سلیمان صاحب آف نصیرا ضلع گجرات کے ساتھ چار ہزار روپیہ حق مہر پر محترم حافظ عبد السلام صاحب وکیل المال نے مسجد محمود ربوہ میں ۱۰½ کو بعد نماز مغرب پڑھا۔

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ آمین۔

خاکسار حاجی محمد ابراہیم خلیل (سابق مبلغ اٹلی وافریقہ) ربوہ

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے
کہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے

یادِ رفتگان

چوہدری بشیر احمد خان صاحب حقانی مرحوم

مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب مبشر ایم اے لاہور

گذشتہ دنوں روزنامہ الفضل میں یہ خبر پڑھ کر کہ چوہدری بشیر احمد خان صاحب حقانی بی اے ایل ایل بی وفات پا گئے ہیں مجھے بہت صدمہ ہوا اور ساتھ ہی اُن سے متعلق زمانۂ ماضی کی کئی یادیں میرے ذہن کے پردے پر اُبھر آئیں۔ دوسری عالمگیر جنگ کے زمانے میں ہم دونوں ایک ہی محکمے میں ملازم تھے اور ملازمت کا زیادہ عرصہ ہم نہ صرف ہندوستان کے بعض مقامات پر اکٹھے متعین رہے بلکہ اکثر ایک ہی مکان میں رہائش رکھتے رہے۔ اس لئے مجھے نہایت قریب سے ان کی زندگی کا مطالعہ کرنے کا موقع میسر رہا۔

چوہدری بشیر احمد خان صاحب مرحوم کے دماغ اور دل، دونوں نے بیک وقت یکساں آسودگی سے احمدیت قبول کی تھی۔ وہ عربی، فارسی، انگریزی کے جید عالم تھے۔ مختلف مذاہب سے متعلق ان کا تقابلی مطالعہ بہت وسیع تھا۔ اس مطالعہ نے احمدیت کی صداقت پر اُن کے ذہن میں سلسلہ وار بیشمار ناقابل شکست دلائل جمع کر دئے تھے۔ اس علمی دریافت سے اُن کا دماغ سو فیصدی مطمئن تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ آج علمی اور عقلی طور پر اسلام کی صحیح صورت احمدیت ہی ہے۔ دوسری طرف قلبی طور پر انہیں احمدیت کی صداقت کے متعلق کامل شرح صدر تھی جس کی مزید تصدیق ان کے بے شمار رؤیائے صادقہ کر چکے تھے۔ اس دوہری حقیقت نے احمدیت پر اُن کا ایمان نہایت پختہ کر دیا تھا۔ پھر انہیں کچھ عرصہ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر کام کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی اس قرب نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے انہیں بڑی محبت اور عقیدت تھی۔

سنہ ۱۹۴۱ء کے موسم گرما کا ذکر ہے۔ چوہدری بشیر احمد خان اور میں لاہور کے سول سیکرٹریٹ میں کسی افسر سے ملنے گئے۔ اس افسر کے کمرے میں چند اعلیٰ افسر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اُس وقت ان افسروں کے درمیان موضوع گفتگو یہ تھا کہ بڑے گھرانوں کی عورتوں کی حد سے بڑھی ہوئی آزادی پورے معاشرے پر بُرا اثر ڈال رہی ہے۔ گفتگو بڑے جوش سے ہو رہی تھی۔ ایک صاحب نے عورتوں کی آزادی سے متعلق اکبر الہ آبادی کے شعر پڑھے۔ ادب و شعر کا ذوق رکھنے والے دو دیگر افسر بھی موجود تھے۔ انہوں نے تخیل اور صنائع کے لحاظ سے دو ایک بہت اچھے شعر سنا ڈالے۔ میرا ذہن کسی اور نقطے کے گرد گھوم رہا تھا۔ میں نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے دو تین شعر جو مجھے زبانی یاد تھے پڑھ دئے پوچھا گیا یہ شعر کس کے ہیں؟ میں نے بتا دیا اور چوہدری بشیر احمد خان مرحوم کی طرف استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ میرا مطلب سمجھ گئے۔ انہوں نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی سیرت پر گفتگو شروع کر دی۔ زیر بحث موضوع پہلے ہی عورتوں کے متعلق تھا۔ اس لئے بات میں سے بات پیدا ہو گئی۔ چوہدری صاحب نے پہلے حضرات نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے میکے اور سسرال دونوں کی فارغ البالی واضح کی۔ اس کے بعد ان کے اخلاق و عادات کی تشریح کر کے ان کی سیرت کو اسلام کی پیشکردہ نسوانی زندگی کے معیار کے طور پر پیش کیا۔ اس گفتگو سے صرف مسلمان افسر ہی نہیں غیر مسلم افسر بھی جو اس وقت وہاں موجود تھے بیحد متاثر ہوئے۔

جنگ کے دوران میں ہم دونوں کی تبدیلی احمد آباد ہو گئی۔ وہاں شہر کے سول ایریا میں ہمیں رہائش کے لئے مکان میسر آئے۔ اینگلو انڈین عیسائیوں، ہندو صنعتکاروں اور پارسیوں کی آبادی تھی۔ پارسی زیادہ تعداد میں تھے پڑوسی ہونے کی وجہ سے ہم جلد ہی اُن سے گھل مل گئے۔ معلوم ہوا مسلمانوں کے متعلق اُن سب کا اور بالخصوص پارسیوں کا تخیل یہ تھا کہ ہر مسلمان مرد کی کمزوری عورت ہے جب کسی مسلمان خاوند کا دل اپنی بیوی کی طرف سے بھر جاتا ہے تو وہ اپنی بیوی کے دوپٹے کے پلو میں سوا روپیہ بس کے کرائے کے طور پر باندھ دیتا ہے اور تین دفعہ کہہ دیتا ہے جا میں نے تجھے طلاق دی۔ اس کے بعد عورت کو کوئی حق نہیں رہتا کہ جس مکان میں اس نے اپنی زندگی کا بہترین حصہ گزارا تھا اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے بعد وہ مسلمان مرد دوسری عورت سے شادی کر لیتا ہے جو اسی نے اغوا کی ہوتی ہے۔ یہ احمد آباد کی بلند ترین سوسائٹی کا خیال تھا۔ ان غیر مسلموں سے عقائد پر گفتگو ہوتی اور ہم بتاتے کہ اسلام کے اصول تم سب کے اصول مذہب سے بدرجہا بہترین ہیں تو وہ ہنس کر جواب دیتے

"تم ٹھیک کہتے ہو اسلام کے اصول ہمارے مذاہب کے اصول سے ضرور بہتر ہوں گے۔ اسلام سب سے آخری مذہب جو ہوا۔ لیکن عقائد کو عمل سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ عقائد تو صرف علمی حیثیت رکھتے ہیں اور دکھاوے کے لئے ہوتے ہیں۔ وہ خواہ کسی مذہب کے ہیں"

اس پر ہمیں ہنسی آتی اور سمجھ میں نہ آتا کہ انہیں کیسے سمجھایا جائے اور تبلیغ کس انداز سے کی جائے۔ پھر ایک مشکل یہ تھی کہ ہماری طرح وہ لوگ بھی بہت مصروف تھے۔ ان سے طویل تبادلۂ خیالات بھی ممکن نہ تھا۔

آخر ہم نے ایک ترکیب سوچی جو بہت کامیاب رہی ہم خلفائے راشدین، حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت مصلح موعود یا کسی دیندار بادشاہ کی زندگی کا کوئی سبق آموز واقعہ سناتے اور واقعہ بیان کرتے وقت ہم یہ ظاہر نہ ہونے دیتے کہ یہ کس کا ہے۔ وہ لوگ اس قسم کا واقعہ سن کر بہت متاثر ہوتے اور پھر پوچھتے کہ یہ کس کا واقعہ ہے۔ ہم بتا دیتے کہ فلاں مسلمان بزرگ کا ہے ان واقعات کے ذریعے ہم اسلام اور احمدیت کے عقائد کا اظہار کرتے تو ان کی سمجھ میں ہمارے عقائد بھی آ جاتے اور وہ یہ بھی سمجھنے لگتے کہ افعال پر عقائد کا گہرا اثر ہوتا ہے اس طرح ہم نے نہ صرف ان کے دل و دماغ سے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور کیں بلکہ وہ اسلام کی خوبیوں کا اعتراف بھی کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اکثر وہ خود ہی اسلام کے متعلق اپنے پرانے جاہلانہ خیالات کا ذکر کر کے ہنسنے لگتے۔ دو سال بعد جب ہم وہاں سے تبدیل ہوئے اسلام اور مسلمانوں کے متعلق ان لوگوں کا خیال سو فیصدی بدل چکا تھا اور احمد آباد کے اعلیٰ طبقے کے ایک بڑے حصے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کوئی تعصب باقی نہیں رہا تھا۔

ہماری اس مہم کی کامیابی زیادہ تر چوہدری بشیر احمد خان مرحوم کی کوشش کا نتیجہ تھی۔ وہ عمر رسیدہ تھے۔ علاقے کی ہر غیر مسلم نوجوان لڑکی کو انہوں نے بیٹی اور ہر ادھیڑ عمر کی اور بوڑھی عورت کو بہن بنایا تھا۔ وہ سب انہیں حقیقی باپ اور حقیقی بھائی جیسا ہی تصور کرتیں اور اپنے تمام معاملات میں ان سے مشورہ لیتیں سوسائٹی کے اعلیٰ طبقہ میں مردوں پر عورتوں کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے اور عورتیں تبلیغ کا اثر جلدی قبول کرتی ہیں اسلئے ہماری باتوں کا بہت اثر ہوا۔ میں جوان تھا۔ سوائے اس وقت کے جب چوہدری صاحب میرے ہمراہ ہوتے میں ان عورتوں سے زیادہ تر کنارہ کش رہتا۔

چوہدری بشیر احمد خان ایک بہترین ادب مغز گو شاعر تھے۔ وہ جتنے شگفتہ مزاج رجائیت پسند، خوش پوش و خوش خور تھے اتنا ہی زیادہ حادثات ان کے لئے مقدر ہوئے ابھی وہ جوان ہی تھے کہ ان کی بیگم چھوٹی چھوٹی تین صاحبزادیاں اور ایک خوردسال صاحبزادہ چھوڑ کر انتقال کر گئیں۔ جس کا صدمہ چوہدری صاحب کبھی نہ بھولے۔ انہوں نے دوبارہ شادی نہ کی اور اپنی توجہ بچوں کی تربیت پر مرتکز رکھی۔ پھر ان کی بڑی صاحبزادی طویل علالت کے بعد فوت ہو گئیں چند سال ہوئے ان کا نہایت قابل اور سعادت مند لڑکا بیٹا چوہدری نصیر احمد خان ان کے ہاتھوں میں دم توڑ گیا۔ گذشتہ چند سال میں خود بھی بہت پریشان رہا اسلئے ہماری باہم ملاقات کم ہوتی رہی۔ ان کے بیٹے کے انتقال کی خبر مجھے دیر سے ملی جب میں چوہدری بشیر احمد خان صاحب سے ملا تو ان کے چہرے پر انتہائی اطمینان اور سکون تھا۔ یہ آخری کچوکا بھی انہوں نے یار کا تحفہ سمجھ کر خوشی سے پلے باندھ لیا تھا۔ خدا تعالیٰ چوہدری صاحب مرحوم کو جنت کے بلند ترین مقام پر فائز فرمائے اور ان کے بچوں کا خود حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ ناکارہ ایک عرصہ سے کان ناک اور گلے کے عوارض میں مبتلا ہے احباب صحت کے لئے دعا فرما دیں۔

(ماسٹر غلام محمد احمدی قصور ضلع لاہور)

۲۔ میں ایک عرصہ سے ایک دو پریشانیوں میں مبتلا ہوں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے پریشانیوں سے نجات دے اور خادم دین بنائے۔ آمین ثم آمین۔

(پرویز باجوہ چشتیاں)

۳۔ میں آجکل ایک سخت پریشانی میں مبتلا ہوں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد پریشانیاں دور فرمائے۔ (حکیم محمد اسمٰعیل کارکن دفتر ایڈیٹر الفضل ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ:-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی ایک وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ قادیان)

وصیت ۱۳۶۶۰

میں ظاہر آپی بی زوجہ جبار خان صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کرڈاپلی ڈاک خانہ نگریا ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹-۱۰-۶۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

مہر جو کہ میرے پاس ہے مبلغ -/۳۰ روپے سونا ۳ تولے جس کی قیمت مبلغ -/۴۵۰ روپے ہے اور کل مبلغ -/۴۸۰ روپے ہیں سے میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو اتنی رقم یا اتنی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی

(۳) اگر اسکے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت عائد ہوگی پھر میرے مرنے کے وقت جو کچھ میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ تاریخ ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۶ء

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ:- نشان انگوٹھا ظاہر آپی بی صاحبہ

گواہ شد:- محسن خان احمدیہ مبلغ حلقہ کرڈاپلی اڑیسہ مورخہ ۱۹-۱۰-۶۶ ڈاک خانہ نگریا ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ۔

گواہ شد:- دستخط جبار خان صاحب بزبان اڑیسہ ساکن کرڈاپلی ڈاک خانہ نگریا ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ۔

وصیت ۱۳۶۶۴

میں سید جعفر علی ولد سید غلام دستگیر صاحب قوم سید پیشہ ڈاکٹری عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن فلک نما حیدرآباد ڈاک خانہ حیدرآباد ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷-۱۰-۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے

۱- موٹر سائیکل میکر جیمر جس کی قیمت -/۹۰۰ روپیہ ہے۔

۲- بینک میں میرے نام سے دو صد روپیہ جمع ہے۔

میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ مجھے ملازمت سے تین سو بیاسی روپیہ ماہانہ تنخواہ ملتی ہے۔ میں اپنی آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

المعید:- سید جعفر علی موصی۔

گواہ شد:- شیخ محمد الیاس ولد حضرت شیخ حسن سکنہ یادگیر ضلع گلبرگہ میسور۔ ۱۲/۶۶

گواہ شد:- شیخ محمد بشیر الدین صاحب ولد شیخ محمد معین الدین صاحب سکنہ لال ٹیکری حیدرآباد ۱۲/۶۶

وصیت ۱۳۶۶۵

میں سید عبد الہادی ولد سید ضیاء الدین صاحب قوم اہل اسلام پیشہ دستکاری پولیس عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن اورنگ آباد۔ ڈاک خانہ اورنگ آباد ضلع اورنگ آباد صوبہ مہاراشٹر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ جون ۱۹۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ ایک کچا مکان جس کے آٹھ کمرے ہیں۔ پورے مکان کی مکانیت یہ ہے۔ لمبائی مشرق مغرب ۷۳ فٹ چوڑائی شمال جنوب ۲۷ فٹ ہے۔ جس کا حدود اربعہ مغرب میں عام راستہ مشرق میں شیخ جلیل صاحب نابینا ۲۰۰۰۰۰۰ جنوب میں مکان شیخ جلیل صاحب نابینا۔ اور شمال میں چھوٹا راستہ گلی واقع ہے اور یہ مکان محلہ کباڑی پورہ اورنگ آباد میں سب سڑک واقع ہے جس کا میونسپلٹی نمبر ۲۷-۱۴-۱ ہے اس مکان کی حیثیت کے لحاظ سے موجودہ قیمت ۵۰۰۰ پانچ ہزار روپے ہوتی ہے میں اس مکان کا ۱/۱۰ ایک بٹے دس حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں صدر انجمن احمدیہ قادیان اگر چاہے تو اس مکان کے ۱/۱۰ حصہ پر قبضہ کر لے۔ اس صورت میں مکان کا مغربی کمرہ سفالی پوش جو سب سڑک واقع ہے وہ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام رجسٹری کرا دونگا اور اگر صدر انجمن احمدیہ قادیان چاہے تو پورے مکان کی قیمت کا دسواں حصہ جو مبلغ (صرف) پانچ سو روپے ہوتا ہے وہ دے دے۔ میں یہ رقم ایک سال کے اندر داخل کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میری ماہوار آمد بطور وظیفہ مبلغ ۱۷۵/- روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں اس کے علاوہ جو بھی جائیداد میں پیدا کروں۔ اس کی ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

المرقوم ۳۰ جون ۱۹۶۷ء

سید عبد الہادی ولد سید ضیاء الدین محرر پولیس وظیفہ یاب محلہ کباڑی پورہ اورنگ آباد مہاراشٹر بقلم خود

(دستخط درثاء موصی)

میں اس وصیت کی تصدیق کرتی ہوں ۳۰/۶/۶۷ء

خورشید جی

زوجہ ثانی سید عبد الہادی

گواہ شد:- محمد سعید ولد محمد اللہ مرحوم بقلم خود ۳۲۳ توزنجانہ (سویجہ) جالنہ ضلع اورنگ آباد (مہاراشٹر)

مورخہ ۳۰ جون ۱۹۶۷ء

میں اس وصیت کی تصدیق کرتی ہوں

زاہدہ بیگم۔ زوجہ اول سید عبد الہادی

گواہ شد:- سمیع اللہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ولد مولانا عبد الرحیم صاحب ۱۷ کلب بیگ روڈ بمبئی ۸ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۶۷ء

میں اس وصیت کی تصدیق کرتا ہوں ۳۰ جون ۱۹۶۷ء

منیر احمد فرزند سید عبد الہادی

وصیت ۱۳۶۷۵

میں ناصرہ بیگم زوجہ محمد عبد الغنی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دیوورگ ڈاک خانہ دیوورگ ضلع رائچور صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ جون ۱۹۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے:-

۱- میرا حق مہر ۱۱۰۰/- روپے گیارہ صد روپیہ ہے جو میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے۔

۲- زیورات کان کے پھول وزنی دو ماشہ قیمت اندازاً پچیس روپے۔ چاندی کی چین ایک جوڑی قیمت اندازاً پچیس روپے

میں اپنی جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ہوگی اس کا ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی علاوہ ازیں مجھے اپنے شوہر کی طرف سے دس روپے ماہانہ جیب خرچ ملتا ہے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ:- ناصرہ بیگم ۲۰/۶/۶۷

گواہ شد:- محمد عبد الغنی سیکرٹری مال (جماعت احمدیہ دیوورگ)

گواہ شد:- سید شاہ عالم صاحب پریذیڈنٹ (جماعت احمدیہ دیوورگ) ۲۶/۶/۶۷

وصیت ۱۳۶۷۷

میں بیاماں زوجہ مکرم منتظر محی الدین صاحب کنور قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ترپن سال تاریخ بیعت ۱۹۶۱ء ساکن انکی ڈاک خانہ انکی بذریعہ تالیم کے ہبلی ضلع بلگام صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

مندرجہ ذیل جائیداد اور آمد کے دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کرتی ہوں۔ جو آئندہ مزید پیدا کردہ جائیداد پر بھی عائد ہوگی اور آمد کی کمی بیشی سے بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو مطلع کر دیا کروں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

تفصیل جائیداد:- ۱- مہر سوا صد روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ ۲- زیور (ایک عدد طلائی ار۔ وزنی اندازاً ڈھائی ماشہ جس کی قیمت سنار نے چالیس روپے بتلائی ہے۔ اسکے علاوہ میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں علاوہ ازیں میں اپنے خاوند کی تجارت میں ان کی مدد کرتی ہوں جس میں میرا منافع دو صد روپیہ سالانہ ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ:- بیاماں منتظر

گواہ شد:- مخدوم حسین خادم مسجد مبارک قادیان حال مقیم دھارواڑ ۱۲/۱۰/۶۷

کاتب الحروف ملک صلاح الدین نائب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ۱۲/۱۰/۶۷

گواہ شد:- منتظر محی الدین کنور ساکن انکی خاوند موصیہ ۱۲/۱۰/۶۷

زکوٰۃ کی ادائیگی
اموال کو
بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے

ایک اور اعجاز قرآنی

(از عبد الماجد)

سی آئی ای۔ ایڈورڈس (Edwards) ایک تازہ ماہر مصری اثریات کے ہیں ان کی کتاب پیلیکن سیریز میں اہرام مصر (THE PYRAMIDS OF EGYPT) حال میں نظر سے گزری۔ باب (۷) تعمیر اور غایت پر ہے اس کی ایک عبارت کا آزاد ترجمہ ملاحظہ ہو۔

"اہرام پر جو کتبے درج ہیں اکثر ان میں یہ بیان ملتا ہے کہ بادشاہ ان کے ذریعہ سورج کی کرنوں کے سہارے آسمان پر چڑھ رہے ہیں چنانچہ ان کتبات کے نقش ۵۰۸ کا مضمون یہ ہے۔ "میں تیری ان کرنوں کو اپنے پیروں سے پامال کرتا ہوا اپنی زندہ ماں کی گود تک پہنچنا چاہتا ہوں جو سورج دیوتا کے ابرو میں ہے"

اور نقش نمبر ۵۲۳ کا مضمون یہ ہے کہ

آسمان نے تیرے لئے سورج کی کرنوں کو اتنا مضبوط بنا دیا ہے تو ان کے ذریعہ اپنے کو اٹھا کر سورج دیوتا کی آنکھ تک پہنچ سکے" (ص ۲۲۴ - ص ۲۲۵)

"ابرو" اور "آنکھ" سورج دیوتا کے سلسلہ میں جو مصری مذہب میں خدائے اعظم تھا سب اسی مذہب کی تعلیمیں ہیں مفہوم سادہ لفظوں میں یہ ہے کہ بادشاہ وقت انہیں بلند ترین فلک پیما مینارہ کو زینہ بنا کر سورج دیوتا کے پاس آسمان پر پہنچنا چاہتے تھے۔

اور آگے چل کر ہے کہ

انہیں کتبات اہرام میں تو جبہہ بھی مل جاتی ہے نقش ۲۶۷ کا مضمون ہے کہ

"بادشاہ کے لئے زینہ آسمانی تیار کیا جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے وہ آسمان پر چڑھ سکے"

اور تقریباً بعینہ یہی نقش ۶۱۹ کا ترجمہ ہے" (ص ۲۳۶ - ۲۳۷)

ان سے بھی کہیں بڑھ کر ماہر مصری اثریات کے (SIR F. PETRIE) پچھلی نسل میں گزر چکے ہیں ان کی مستند کتاب مذہبی زندگی قدیم مصر میں (RELIGIOUS LIFE IN ANCIENT EGYPT) ملاحظہ ہو۔

"شہر THE BUS میں ایک زینہ آسمانی تھا جسے دیوتا قائم کئے ہوئے تھا" (ص ۹۴)

اور پھر ایک جگہ ہے:۔

آسمانی دیوی BUS تک رسائی حاصل کی جاتی تھی تاکہ وہ میتوں کی حفاظت و نصرت کرتی رہے آسمان کے دیوتاؤں تک پہنچنے کی تمنا زینہ کو اونچا کرتے رہنے سے پوری کی جاتی تھی۔ (ص ۲۰۸ مطبوعہ اینڈ کو۔ لندن)

ماہرین فن کی ان تصریحات و تحقیقات کو ذہن میں رکھئے اور اس کے بعد اپنی آل کتاب کو کھول کر پڑھئے

وقال فرعون	اور فرعون نے کہا ہے کہ اے سردارو مجھے
..... الکاذبین	تو اپنے سوا کوئی معبود تمہارا معلوم نہیں تو
(سورہ القصص پ ۲۰ آیت ۳۸)	اے ہامان میرے لئے مٹی کو آگ میں پکا۔ پھر
	میرے لئے ایک بلند عمارت بنا تاکہ میں موسیٰ کے خدا کو جھانک دیکھوں اور میں
	تو موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔

فرعون جو مصری مذہب کے سب سے بڑے دیوتا، سورج دیوتا کا اوتار تھا اور اسی لئے خود بھی خدا تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ و دعوت توحید سے جب بہت تنگ ہوا تو آخر میں اپنے درباریوں کے سامنے اپنے میر تعمیر سے یہ فرمائش کی ذرا میرے لئے پکی اینٹوں کا ایک ایسا بلند مینارہ بناؤ جس پر چڑھ کر ہم موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھیں حالانکہ موسیٰ کی دعوت ہی جھوٹی ہے اور دوسری جگہ یوں ارشاد ہوا ہے۔

وقال فرعون	اور فرعون نے کہا کہ اے ہامان میرے لئے ایک بلند
... ... کاذبا	عمارت بنا تاکہ میں آسمانوں کی راہوں تک پہنچ کر
(سورۃ المومن پ ۲۴ آیت ۳۷)	موسیٰ کے خدا کو جھانک دیکھوں اور میں تو موسیٰ کو
	جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔

عرب کا ایک امی اپنے ملک کی نہیں، دوسرے ملک کی اور وہ بھی اپنے زمانے کی نہیں، سینکڑوں ہزاروں سال قبل کے اتنے باریک در جزئی تاریخی معلومات بھلا از خود رکھ سکتا تھا؟ —— اعجاز قرآنی پر استدلال اس کی فصاحت، بلاغت اور پیش خبریوں وغیرہ کے لحاظ سے بارہا کیا جاتا رہا ہے اس خاص پہلو سے علمی استدلال اس کے اعجاز کا کیا کسی دوسرے سے کچھ کم ہوگا؟ —— اس نے غیر قوموں کے متعلق جو کچھ بھی کہہ دیا ہے کتنی باریک جزئیات کی حد تک صحیح و محکم ہی کیا ہے۔ ایسا کلام تو بس اسی کا ہو سکتا ہے جس کے سامنے کوئی غیب سرے سے غائب ہی نہ ہو، ہر غیب اس کے لئے حضور ہی کے حکم میں ہو —— ایک لفظ پر ذرا بھی اور غور کرتے جائیے سورۂ قصص والی آیت میں اوقد لی من الطین کا بھی اضافہ ہے۔ آگ سے پکی ہوئی اینٹ کہنے کی ضرورت کیا تھی؟ کچھ نہ کہا جاتا، یا پتھر ہی کہا جا سکتا تھا اور شاہی عمارتیں دنیا میں عموماً پتھر کی ہوتی ہی رہتی ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی تو دکھانا تھا کہ اس کلام عزیز میں کوئی بات اٹکل پچو نہیں —— مصری تمدن کی تعمیری شہرت پتھر کے کام کی نہیں اینٹ ہی کے کام کی ہے۔ جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا اور انسائیکلو پیڈیا بیبلیکا وغیرہ میں صراحت موجود ہے۔

(حافظ صدق جدید ۵ جنوری ۶۸ء)

صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ

کے متعلق

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے ہیں:۔

"اس وقت چونکہ سلسلہ کو بہت سی مالی ضرورتیں پیش آگئی ہیں جو عام آمد سے پوری نہیں ہو سکتیں اس لئے فوری ضرورت کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ جماعت کے افراد میں سے کسی نے اپنا روپیہ کسی دوسری جگہ بطور امانت رکھا ہوا ہے وہ فوری طور پر اپنا روپیہ جماعت کے خزانہ میں بطور امانت صدر انجمن احمدیہ داخل کر دے تاکہ فوری ضرورت کے وقت ہم اس سے کام چلا سکیں۔ اس میں تاجروں کا وہ روپیہ شامل نہیں جو وہ تجارت کے لئے رکھتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی زمیندار نے کوئی جائداد بیچی ہو اور آئندہ وہ کوئی اور جائداد خریدنا چاہتا ہو تو ایسے احباب صرف اتنا روپیہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو فوری طور پر جائداد کے لئے ضروری ہو اس کے سوا تمام روپیہ۔ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے سلسلہ کے خزانہ میں جمع ہونا چاہیئے"۔

(افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ)

فیشن کا سامان بھی تیار کرنے والے مشہور

ایس ایس آئی

مثلاً ۱۵ ایمپیر پلگ پورسلین ۱۵ ایمپیر شو تھری پن

پلگ دو پن دو سالہ دو پورسلین ہینڈل شو دو پن

شفیع سنز انڈسٹریز، سمال انڈسٹری اسٹیٹ، سیالکوٹ

پاکستان ویسٹرن ریلوے

پاسپس کاسٹ آئرن کے متعلق جو پی ڈبلیو ریلوے کا انتہائی فوری طور پر درکار ہیں ایک انکوائری تمام ممکن فراہم کنندگان کے نام ۲۲ جنوری ۱۹۶۸ء کو جاری کی گئی ہے وہ لوگ جنہیں یہ انکوائری نہیں ملی اور وہ مطلوبہ پاسپس سپلائی کرنے کی پوزیشن میں ہیں انہیں رسمی طور پر انکوائری بلا اجرت اپنے نام جاری کرانے کے لئے فوراً چیف کنٹرولر آف پرچیز پی ڈبلیو ریلوے ہیڈ کوارٹر آفس ایمپریس روڈ کو درخواست دینی چاہیئے۔ یہ انکوائری ۱۰ فروری ۱۹۶۸ء کو صبح ساڑھے آٹھ بجے کھلنے والی ہے۔

IMF(L) 230

بہترین مال

بارعایت دام

شیخ جنرل سٹور

بالمقابل ایوان محمود گوبازار ربوہ

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق منیجر الفضل سے خط و کتابت کیا کریں

چندہ مساجد بیرون اور احمدی خواتین

(حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

الحمد للہ یکم جنوری ۶۸ء سے ۱۵ جنوری ۶۸ء تک مستورات کی طرف سے چندہ مساجد میں نمایاں اضافہ ہوا چار ہزار پانچ سو اٹھارہ روپے کے وعدہ جات اور چار ہزار اُنسٹھ روپے کی وصولی ہوئی۔ گویا پندرہ جنوری تک مسجد کے لئے چار لاکھ تھہتر ہزار چار سو آٹھ روپے کے وعدہ جات اور چار لاکھ اکیس ہزار دو سو چھ روپے کی وصولی ہو چکی ہے۔

تعمیر مسجد پر جو خرچ آیا ہے اس کے لحاظ سے ابھی مزید اٹھہتر ہزار کی رقم کی ضرورت ہے یہ کوئی اتنی بڑی رقم نہیں جس کا قلیل عرصہ میں ایک قربانی دینے والی جماعت کی خواتین کے لئے جمع کرنا مشکل امر نہیں۔

تمام لجنات کو ان کے بقایا جات کی فہرستیں بھجوائی گئی ہیں ان کا جائزہ لیں اگر ان میں ایسے نام بھی درج ہو گئے ہوں جو اپنے بقایا جات ادا کر چکے ہیں تو ان کی ادائیگی کی اطلاع رسید نمبر کے حوالہ سے دیں۔

اس تحریک پر تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ بہت تھوڑی رقم کا بقایا رہتا ہے اگر تمام عہدہ داران ہمت سے کام لیں تو بہت جلد یہ رقم پوری ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اشاعت اسلام کے لئے بیش از بیش قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار مریم صدیقہ
صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

ماہنامہ تحریک جدید

ماہنامہ تحریک جدید کا فروری کا شمارہ انشاء اللہ ۵ فروری کو حوالہ ڈاک کیا جائے گا۔ اگر آپ کے پرچہ پر "واجب الادا" کی مہر لگی ہوئی ہو تو مہربانی فرما کر فوری طور پر سالانہ چندہ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ بصورت دیگر مارچ سے آپ کا پرچہ بند کر دیا جائے گا۔

(مینیجنگ ایڈیٹر)

گمشدہ طلائی کانٹا

ایک طلائی کانٹا خاکسار کو گرا پڑا ملا ہے جس کسی کا ہو وہ نشانی بتا کر خاکسار سے حاصل کر لے۔ (مختار محمود کارکن وکالت تبشیر کوارٹر تحریک جدید ۴۵ - ربوہ)

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی شائع شدہ نئی کتب

(حضرت سیدہ ام متین صاحبہ مدظلہا العالی صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

اس سال اللہ تعالیٰ کی توفیق سے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے شعبہ اشاعت نے جلسہ سالانہ کے موقع پر مندرجہ ذیل کتب شائع کی ہیں۔ احمدی خواتین کو چاہئے کہ یہ کتب خریدیں ہر احمدی گھرانہ میں کم از کم ایک ایک کتاب کا ہونا بہت ضروری ہے لجنات کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے مقامات پر ان کتب کے شائع ہونے کا اعلان کرتی رہیں جو لجنات ایک سو روپے کی کتب سے زائد منگوائیں گی ان کو فی روپیہ دو آنے کمیشن دیا جائے گا۔

۱۔ الازہار لذوات الخمار حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں احمدی مستورات سے جو خطابات فرمائے ان کا مکمل مجموعہ شائع کیا گیا ہے اعلیٰ کاغذ پر شائع شدہ کتاب کی قیمت گیارہ روپے معمولی کاغذ کی کتاب کی قیمت سات روپے اور بغیر جلد کی چھ روپے ہے۔

۲۔ یادِ محمود حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں احباب جماعت نے جو نظمیں کہی ہیں ان کا مجموعہ کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے اکثر کتاب فروخت ہو چکی ہے بہت کم تعداد میں کتاب باقی رہ گئی ہے جلد منگوالیں ورنہ شائد آرڈر کی تعمیل نہ ہو سکے قیمت دو روپے۔

۳۔ المصابیح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اُن آٹھ تقاریر کا مجموعہ جو آپ نے مستورات کے جلسوں میں فرمائیں یا ان کے متعلق ارشادات فرمائے۔ ہر احمدی گھرانہ میں یہ کتاب ضرور ہونی چاہئے۔ تا مستورات ان کو پڑھ کر اپنے امام کی آواز پر جلد از جلد لبیک کہہ سکیں۔

۴۔ رپورٹ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ۶۶-۱۹۶۷ء قیمت تین روپے۔

یہ تمام کتب دفتر لجنہ اماء اللہ سے مل سکیں گی

(مریم صدیقہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

فضل عمر ہسپتال میں نئی تعمیر کیلئے عطایا کی تحریک

(محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب)

جلسہ سے قبل خاکسار نے اخبار الفضل کے ذریعہ احباب جماعت کی خدمت میں تحریک کی تھی کہ فضل عمر ہسپتال کی عمارت کا کچھ نہایت ضروری حصہ قابل تعمیر ہے اور ہسپتال کے پاس رقم نہیں ہے لہذا احباب فراخدلی سے عطایا جات بھجوائیں افسوس ہے ابھی تک اس طرف احباب نے توجہ نہیں فرمائی اور عطایا آنے شروع نہیں ہوئے۔ خاکسار اس اعلان کے ذریعہ پھر احباب کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ عطایا برائے نئی تعمیر فضل عمر ہسپتال ارسال فرمائیں تا یہ ضروری عمارت جلد تعمیر کی جا سکے اور مریضوں کو سہولت ہو۔ اللہ تعالیٰ احباب کو اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار ڈاکٹر مرزا منور احمد
چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ

امرائے اضلاع کی توجہ کے لئے ضروری اعلان

جملہ جماعت ہائے احمدیہ کے عہدیداران کے موجودہ سہ سالہ تقرر کی میعاد ۳۰ اپریل ۶۸ء کو ختم ہو رہی ہے۔ نئے انتخابات از یکم مئی ۱۹۶۸ء تا ۳۰ اپریل ۱۹۷۱ء کروائے جانے کے لئے اخبار الفضل میں اعلان کر دیا گیا۔

لہذا تمام امراء اضلاع اس امر کی نگرانی کا انتظام فرمادیں کہ ان کے ضلع کی تمام جماعتوں کے انتخابات کی رپورٹیں ۱۵ مارچ ۶۸ء تک نظارت علیا میں پہنچ جائیں نیز یہ بھی نگرانی فرمادیں کہ انتخابات قواعد کے مطابق ہوں۔

(ناظر اعلیٰ)

قابل تقلید نمونہ

چوہدری بشیر احمد صاحب ولد چوہدری بوٹے خان صاحب نے مورخہ ۲۹/۵۹ کو اپنے گھر کے بارہ میں وصیت کی تھی۔ اب انہوں نے یکم مئی ۱۹۶۷ء سے اپنی وصیت ۱/۹ کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور مزید قربانی سلسلہ کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ احباب بھی ان کے لئے دعا فرمادیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)